مولانا اخلاق حسین قاسمی

کیا حضورؐ شاعر تھے؟

دہلی کے ایک ماہنامے نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے نکلا ہوا ایک رزمیہ فقرہ جو اتفاق سے شعری وزن پر تھا نقل کر کے اسے حضورؐ کا شعر قرار دیا ہے اور پھر اردو شاعروں نے اس پر داد دینی شروع کر دی ہے اور اس ماہنامہ کا شکریہ ادا کرنا شروع کر دیا ہے کہ اس ماہنامہ نے پندرہ سو برس کے بعد یہ انکشاف کیا کہ حضورؐ کا ایک شعر بھی موجود ہے۔

قرآن کریم نے صاف صاف کہا:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ (یٰسٓ ۶۹)

ہم نے اس نبی کو شعر کی تعلیم نہیں دی اور نہ شعر گوئی اس نبی کی شایان شان ہے یہ تو نصیحت ہے اور روشن قرآن ہے۔

حضورؐ کے مخالفین نے آپ پر یہ الزام لگایا کہ آپ جو کلام (قرآن کریم) پیش کرتے ہیں وہ کلام وحی نہیں بلکہ عربی زبان کی تک بندی ہے اور شاعرانہ خیال آرائیاں ہیں۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ (الطور ۳۰)

یہ مخالفین کہتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے، ہم اس پر گردش ایام کے منتظر ہیں۔ اے نبی! آپ جواب دیدیں کہ میں بھی تمھارے حق میں اسی کا منتظر ہوں۔

قرآن کریم نے حضورؐ کے شاعر ہونے کی تردید کی اور شعر گوئی کو آپ کے لیئے نامناسب قرار دیا پھر کسی کلام کو آپؐ کی طرف بطور شعر منسوب کرنا قرآن کریم کی تردید نہیں تو کیا ہے؟ غزوۂ حنین میں آپؐ کے ساتھیوں کے قدم اکھڑ گئے اور آپؐ تن تنہا اپنے سفید خچر پر بیٹھے ہوئے دشمنوں کی طرف بڑھنے لگے۔ آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ آپؐ کے خچر

کی اگیں پکڑے ہوئے اسے آگے بڑھنے سے روک رہے تھے اور آپ کا ہاشمی خون جوش مار رہا تھا اور زبان مبارک پر یہ فقرے جاری تھے :

انا النبیّ لا کَذِب　　　انا ابن عبد المطّلب

میں نبی ہوں، اس میں جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا (پوتا) ہوں۔

رسول اکرمؐ عرب کے ایک فصیح اللسان شخص تھے، شعر و ادب آپ کے خاندان کی گھر کی دولت تھی، جوش و خروش کے عالم میں آپ کی زبان مبارک پر یہ فقرے جاری ہو گئے جو اتفاق سے موزوں اور مقفّیٰ تھے۔ حالانکہ آپؐ نے سوچ سمجھ کر یہ دونوں فقرے شعر کے طور پر ارشاد نہیں فرمائے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ عرب شعری کلام سے واقف تھے، شعر کا فن اور اسکے اوزان وغیرہ عرب میں مشہور تھے، گھر گھر میں شعر گوئی کا چرچا تھا،

پھر قرآن کریم کو قریش کے سرداروں نے شعری کلام کہہ کر کیوں مطعون کیا؟

قرآن کریم کی عبارت سے ظاہر ہے کہ قرآن معروف انداز کا شعری کلام نہیں ہے بلکہ قرآن کا نثری ادب ایک خاص اسلوب رکھتا ہے جو معروف شعر و ادب کے اسلوب سے زیادہ مؤثر ہے۔

مخالفین قرآن کو اس مفہوم میں شعری کلام کہتے تھے کہ جس طرح شعری ادب میں خیال آرائیاں اور بے بنیاد افسانہ سرائیاں ہوتی ہیں مخالفین کے خیال میں قرآن کریم کے حقائق کی حقیقت بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

قرآن کہتا ہے کہ مخالفین کا حضورؐ کو شاعر کہنا بدیہی طور پر غلط ہے کیونکہ شعراء وہ لوگ ہیں جن کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ ہوتے ہیں۔ کیا اے مخاطب! تو نہیں دیکھتا اور نہیں غور کرتا کہ شعراء ہر وادی میں بھٹکتے ہیں اور ایسی مبالغہ آمیز باتیں کرتے ہیں جن پر عمل نہیں کرتے۔

(سورۃ الشعراء ۲۲۶)

مطلب یہ کہ شاعری ہر وادی میں اور زندگی کے ہر میدان میں تخیل کی بلند پروازی اور مبالغہ آرائی کا نام ہے۔ نبوت و رسالت انسانی سعادت و ہدایت کے میدان میں

حقیقت بیانی کا نام ہے ۔ ۔ نبوت کا صرف ایک یہ میدان ہے ۔

علم نبوت میں خیالی اڑانیں اور لاف زنی نہیں ہوتی اور شعر گوئی کا کمال یہ ہے کہ شاعر کا توسنِ فکر بے لگام گھوڑے کی طرح ہر وادی میں بھٹکتا ہے اور جذبات و خواہشات کی ہر نئی لہر اور نئی رو اسکی زبان سے ایک نیا مضمون ادا کراتی ہے ۔ ۔ شاعر صرف الفاظ اور محاورات کی شوکت و صولت پر نظر رکھتا ہے ۔حقیقت و صداقت اس کا مطمحِ نظر نہیں ہوتی،

نبی اور رسول کے کلام میں حق و صداقت کی باتیں نہایت بچے تلے اور دو ٹوک انداز میں دنیا کے سامنے آتی ہیں ۔ شاعر کے پیچھے جس قسم کے مزاج ، عادات اور افتادِ طبع کے لوگ ہوتے ہیں نبی و رسول کے رفقاء ان سے بالکل مختلف ہوتے ہیں ۔

نبی و رسول کی دوسری اہم اور نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ جو بات منہ سے نکالتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں ، شعراء کے ہاں کہنے کی باتیں اور ہیں اور کرنے کی باتیں اور ہیں ۔

قرآن کریم نے اسی مقام (سورۃ الشعراء) میں ان شعراء کی تحسین و تعریف کی جن میں چار خصوصیتیں پائی جاتی ہیں :

(۱) علم نبوت، پر یقین رکھنے والے (۲) نیک عملی سے متّصف (۳) اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے (۴) ذاتی اور قومی دشمنی کی خاطر جذبات بھڑکانے سے دور رہنے والے یعنی صرف حق و صداقت کے اظہار کے لیے زبان کھولنے والے ۔

ان فکری اور عملی خصوصیات کے بعد شاعر کے کلام میں مبالغہ آرائی اور لاف زنی کا رنگ پیدا نہیں ہوتا ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جس طرح جنگِ حنین کے موقع پر مذکورہ موزوں فقرے جاری ہوئے اسی طرح دو موقعوں پر اور بھی اتفاقیہ طور پر ایسا ہوا۔

حضرت جندب ؓ ابن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضورؐ دونوں ایک غار کے اندر تھے کہ حضورؐ کی انگلی زخمی ہوگئی تو آپ کی زبان مبارک پر یہ فقرے جاری ہو گئے ۔

هل انتِ الّا اِصْبَعٌ دمیتِ   وفی سبیل اللہ ما لقیتِ

اے انگلی! تو ایک انگلی ہی تو ہے ۔ اور تو خدا کی راہ میں زخمی ہوئی ہے ۔

اسی طرح قرآن کریم میں کہا گیا ہے:

اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ
وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ
رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ ○
(النجم : ۳۲)

لوگو! اگر تم کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے
کاموں سے بچو گے سوائے معمولی گناہوں
کے تو اللہ تعالےٰ کی مغفرت وسیع ہے۔
وہ تم سے بخشش و کرم کا معاملہ کرے گا۔

اس خوشخبری پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ موزوں فقرے نکلے

اِنْ تَغْفِرِ اللّٰھُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا وَاَیُّ عَبْدٍ لَکَ مَا اَلَمَّا

خدایا! جب تو ہمارے گناہ معاف کرے تو سب ہی گناہ معاف کر دیجیو اور کونسا بندہ ایسا ہے جس نے چھوٹے موٹے گناہ نہ کئے ہوں،۔

یہ فقرے آپ کی فصیح و بلیغ زبان مبارک پہ جاری ہوئے جو اتفاق سے شعری وزن رکھتے ہیں۔

آپؐ نے قصداً ایک فقرے بطور اشعار موزوں نہیں فرمائے۔

رسول اکرمؐ ایک تو عرب کے فصیح و بلیغ خاندان (قریش) کے چشم و چراغ تھے، پھر آپؐ کی پرورش قبیلہ بنی سعد میں ہوئی تھی جو فصاحت میں مشہور اور مسلّم قبیلہ تھا، اسی کے ساتھ قرآن کریم جیسا بے مثال فصیح کلام — جو خداوند عالم کا کلام ہے آپؐ کی زبان پر جاری ہوا اور (۲۳) سال تک برابر جاری رہا،

اسی کا اثر تھا کہ حضورؐ کے اپنے کلام — احادیث نبوی — میں بھی فصاحت و بلاغت کے سمندر موجیں مارتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

رسول پاک کے عوامی خطبات، ادب و اخلاق کی نصیحتوں اور قرآن کریم کی قانونی وضاحتوں میں جو ادبی حسن اور بلاغتی ایجاز و اختصار ہے وہ شاعروں کے موزوں اور مقفّیٰ کلام سے زیادہ اثر و رسوخ کی قوت اپنے اندر رکھتا ہے۔

امام قتادہؒ تابعی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا حضورؐ شعر کہتے تھے۔؟ آپؓ نے جواب دیا:

"حضورؐ کو اشعار سے زیادہ کسی کلام سے نفرت نہیں تھی، ہاں، آپؐ بنی قیس کے شعراء کا کلام پڑھتے تھے اور اس میں بھی یہ ہوتا تھا کہ آپ اوّل کو آخر اور آخر کو اوّل کر دیا کرتے تھے۔"

ابوبکر صدیقؓ اس کی تصحیح کرتے تھے کہ حضور! اس طرح نہیں بلکہ اس طرح ہے۔ جواب میں آپؐ فرماتے:۔

انی واللہ ما انا بشاعر وما ینبغی لی — بخدا! میں نہ شاعر ہوں اور نہ میرے لیے شعر گوئی مناسب ہے

حضرت عائشہؓ نے جن اشعار کی طرف اشارہ کیا وہ طرفہ ابن عبد کا حسب ذیل شعر ہے جو مشہور معلّقہ میں آتا ہے۔

ستبدی لک الایام ما کنت جاھلا

ویاتیک بالاخبار مالم تزوّد

تیرے سامنے وہ واقعات آنے والے ہیں جن سے تو بے خبر ہے اور تیرے پاس وہ لوگ ایسی خبریں لائیں گے جنھیں تو نے کوئی زادِ راہ (معاوضہ) نہیں دیا ہے، آپ سے دوسرا مصرعہ بگڑ جاتا تھا اور آپ اسے اس طرح پڑھتے تھے

ویاتیک من لم تزوّد بالاخبار

ابوبکر صدیقؓ اس کی تصحیح کرتے تھے، کیونکہ آپؐ کے مصرعہ سے شعر کا وزن بگڑ جاتا تھا۔ امام شعبیؒ کہتے ہیں کہ جناب عبدالمطلب کے ہر لڑکے اور ہر لڑکی کے اندر شعر کہنے کی صلاحیت موجود تھی اور سب شعر کہتے تھے، سوائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ حضورؐ نے کسی عربی شاعر کا یہ مصرعہ پڑھا۔

کفی بالاسلام والشیب للمرء ناھیاً

بڑھاپا اور اسلام انسان کو برائیوں سے روکنے کے لیے کافی ہیں،

حضرت ابوبکرؓ کو جاہلیت کے شعری کلام سے دلچسپی تھی، آپؓ نے تصحیح کرتے ہوئے کہا حضور! اس طرح نہیں، یہ بیت اس طرح ہے۔

كفى الشيبُ والاسلامُ لِلمَرءِ ناهياً

غزوۂ بدر کے مقتولوں کا معائنہ کرتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عربی شعر کا پہلا جملہ دوہرا رہے تھے اور پڑھ رہے تھے۔ نَفلِقُ هَامًا۔ ہم نے ان کے سر قلم کر دیئے۔

ابوبکر صدیقؓ نے سن کر فرمایا، حضورؐ! پورا شعر اس طرح ہے۔

نَفلِقَ هَامًا من رجالٍ اَعِزَّة   علينا وهم كانوا اَعقَّ واظلما

ہم نے ان باعزت لوگوں کے سر قلم کر دیئے جو نافرمان اور ظالم تھے۔

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس ابن مرداس سلمی شاعر سے فرمایا۔ کیا تم ہی نے یہ شعر کہا ہے۔

اتجعل نهبي ونهب العبيد   بين الاقرع وعُيينة

عباس نے تصحیح کی اور کہا، حضورؐ! دوسرا مصرعہ اس طرح ہے۔

بين عيينة والاقرع

آپؐ نے فرمایا، چلو، مطلب تو وہی ہے۔

غزوۂ خندق کے موقع پر صحابہ کرام خندق کی کھدائی کے وقت حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ کے یہ شعر گنگناتے جا رہے تھے۔ یہ شعر ابن رواحہؓ نے حضورؐ کی شانِ اقدس میں کہے ہیں۔

لا هُمّ لولا انت ما هتدينا   ولا تصدّقنا ولا صلّينا

فانزِل سكينةً علينا   وثبّت الاقدامَ إن لاقينا

ہمیں کوئی غم نہیں، اگر آپؐ نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے، پس اے خدا! ہم پر صبر و سکون نازل فرما۔ اور جب ہمارا دشمنوں سے سامنا ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقائے کرام کے ساتھ ساتھ یہ اشعار پڑھ رہے تھے، اور ترنم پیدا کرنے کے لیے۔ ابینا۔ کے نون کو کھینچ کر پڑھتے تھے،

حضورؐ کا یہ فعل بھی صحابہ کرام کی حوصلہ افزائی اور اظہار شفقت کے طور پر تھا،

شعری ذوق کے اظہار کے طور پر نہ تھا۔

اچھے شعری کلام کی تعریف و تحسین میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی مشہور ہے۔ آپ نے فرمایا:

انّ من البیان سحرًا وانّ من الشعر حکمًا (ابوداؤد عن ابن عباس)

حضورؐ نے فرمایا بعض کلام ایسے ہوتے ہیں جو جادو کی طرح اثر دکھاتے ہیں اور بعض اشعار حکمتوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔

عرب جاہلیت کے مشہور شاعر امیہ ابن صلت کے اشعار میں اخلاقی پند و موعظت تھی حضورؐ اس کے متعلق فرماتے تھے:

آمن شعرہ وکفر قلبہ

اسکے اشعار ایمان والے تھے مگر اس کے دل میں کفر تھا۔

صحابہ کرام حضورؐ کے سامنے امیہ کے سو سو شعر پڑھتے تھے اور آپؐ ہر شعر کی داد دیتے تھے اور فرماتے تھے ـــ ھیہ ـــ بہت خوب۔ اور پڑھو۔

دربار رسالت کے مشہور شاعر حضرت حسانؓ ابن ثابت، کعبؓ ابن مالک اور عبداللہؓ ابن رواحہ مشرکین عرب کی ہجو کے جواب میں رسول پاکؐ کی تعریف اور تحسین میں شعر کہتے تھے اور حضورؐ سنتے تھے اور ان کے حق میں دعا فرماتے تھے۔

(ابن کثیر جلد ۳ صـ ۵۹۰)

مسلمانوں کے ایک فرقہ (بریلوی) کے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے علم کُلّی عطا کیا گیا تھا، علم شعر کی نفی اس فرقہ کے لیے الجھن کا باعث بن گئی ہے۔

مولانا نعیم الدّین صاحب مراد آبادی نے مولانا احمد رضا خان صاحب کے ترجمۂ قرآن (کنز الایمان) کے حاشیہ میں سورۂ یٰسین کی آیت پر پہلے تو یہ لکھا۔

"معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو شعر گوئی کا ملکہ نہ دیا"

پھر جب انہیں اپنے عقیدہ کا خیال آیا تو لکھا۔

اس میں شعر بمعنی کلام موزوں کے جاننے اور اس کے صحیح و سقیم، جیّد اور ردّی کو پہچاننے